سانحہ کربلا

یزید نے تختِ حکومت پر براجمان ہوتے ہی مدینہ کے گورنر ولید بن عتبہ کو خط لکھا۔

"ان ادع الناس و با یعهم وابدا بالوجوه----"

(سیر اعلام النبلاج3ص295)

لوگوں کو بیعت کی دعوت دو اور بیعت کا آغاز (مدینہ) کی ممتاز شخصیات سے کیا جائے۔ تو مدینہ کے گورنر نے سیدنا حسین اور عبداللہ بن الزبیر رضی اللہ عنہما کو رات کی تاریکی میں بلا بھیجا۔ (جب آئے) تو یزید کی بیعت کا تقاضا کیا۔ تو انھوں نے فرمایا ہم صبح کا انتظار کرتے ہیں۔ دیکھتے ہیں، لوگ کیا طرز عمل اپناتے ہیں۔ یہ کہا اور وہاں سے نکل گئے۔

پھر سیدنا حسین اور حضرت عبداللہ بن الزبیر رضی اللہ عنہما مکہ تشریف لے گئے۔ سیدنا حسین رضی اللہ عنہ دار العباس میں رہائش پذیر

ہوئے اور سیدنا عبداللہ بن الزبیر رضی اللہ عنہما حجر میں ٹھہرے اور لوگوں کو یزید کے خلاف دعوت دینے لگے۔

﴿سیدنا حسین علیہ السلام کی مقبولیت﴾

"فعکف الناس علی الحسین یفدون الیه و یقدمون علیه و یجلسون حوالیه ویستمعون کلامه"

لوگ حضرت حسین ہی کے ہو کر رہ گئے۔آپ کے پاس آتے اور آپ کے گرد اگرد بیٹھتے اور نہایت توجہ سے آپ کی گفتگو سنتے۔

(البدایہ والنھایہ ج8ص162)

﴾اہلِ کوفہ پیغام بھیجتے ہیں﴿

امام ابن الاثیر رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں۔

" فا تا ہ کتب اھل الکوفۃ و ھو بمکۃ"

سیدنا حسین رضی اللہ عنہ جب مکہ مکرمہ تشریف فرما تھے تو آپ رضی اللہ عنہ کے پاس اہل کوفہ کی طرف سے خطوط آئے۔

(اسد الغابۃ ج2 ص32)

حافظ ابنِ کثیر رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں۔

" فبعث اھل العراق الی الحسین الرسل و الکتب یدعونہ"

اہلِ عراق نے سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کی طرف قاصد روانہ کیئے وہ سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کو اپنے ہاں چلے آنے کی دعوت دے رہے تھے۔

(البدایہ والنہایہ ج8 ص178)

حافظ ابنِ حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں۔

" فاتاہ رسل اھل الکوفۃ انا قد حبسنا انفسنا علیک و لسنا نحضر الجمعۃ مع الوالی فاقدم علینا"

سیدنا حسین ﷛ کے پاس اہل کوفہ کے پیغام رساں آئے۔ اہل کوفہ نے لکھا تھا۔ کہ ہم نے خود کو آپ کی خاطر روک رکھا ہے۔ ہم یزیدی امیر کے ساتھ جمعہ کی نمازوں میں شریک نہیں ہوتے۔ آپ ہمارے ہاں تشریف لائیے۔

(الاصابہ ج2 ص78، سیر اعلام النبلاء ج5 ص201)

قارئین کرام:۔ یہ بات ناصبیوں کے ہاں بھی تسلیم شدہ ہے۔ کہ سیدنا حسین ﷛ کو اہل کوفہ نے خط بھیجے تھے۔ ملاحظہ فرمائیں۔

محمود عباسی نے لکھا۔

حضرت حسین مدینہ سے مکہ تشریف لے آئے اور کوفی سبائیوں کو یہ حال معلوم ہوا تو ان کی تحریرات اور وفود آنے لگے۔ مورخین نے یہ بھی لکھا ہے۔ کہ ان خطوط کا شمار سینکڑوں سے متجاوز تھا۔

(خلافت معاویہ ویزید ص145-146)

سنابلی ہندوستانی نے لکھا۔

انھوں نے حسین رضی اللہ عنہ کی طرف خطوط بھیجنا شروع کر دیے۔

(یزید بن معاویہ پر الزامات ص859)

عتیق الرحمٰن سنبھلی نے لکھا۔

بہر حال حضرت حسین رضی اللہ عنہ شعبان 60 ہجری کی چار تاریخ کو مکہ پہنچ گئے اور دار عباس میں قیام کیا۔آپ کے پاس لوگوں کی آمدورفت شروع ہو گئی۔ان میں اہلِ مکہ بھی تھے اور عمرہ وغیرہ کے لیے آنے والے بیرونی لوگ بھی۔ خبر کوفے بھی پہنچ گئی اور مضافات میں وہاں کے شیعانِ علی کے خطوط لیکر ان کے پاس قاصد پہنچنا شروع ہو گئے۔ایک کے بعد ایک چار پانچ کھیپوں میں سے کم سے کم ڈیڑھ سو خطوط پہنچے۔جو نمایاں لوگوں کے تھے۔یہ خطوط دعوتی تھے کہ آپ یہاں تشریف لے آئیں۔

(واقعہ کربلا ص179)

قارئین کرام:۔

مسلمہ ائمہ تاریخ کی کتب کے حوالہ جات کے بعد ناصبیوں کے حوالہ جات ذکر کرنے کی ضرورت تو نہ تھی۔ ہم نے نواصب کی عبارات صرف اس لیے پیش کی ہیں۔کہ حامیانِ یزید ائمہ تاریخ کی بجائے ناصبی الفکر مصنفین کی تحقیق پر اعتماد کرتے ہیں۔

اب آتے ہیں ۔اصل بات کی طرف جب طے ہو گیا کہ سیدنا امام حسین علیہ السلام کو کوفہ کی ممتاز شخصیات کے سینکڑوں خطوط موصول ہوئے تھے ۔ ثابت ہو گیا اہل کوفہ یزید کے مخالف تھے۔اور یاد رہے کوفہ دارلخلافہ رہاہے کوفے کی آواز عرب میں کافی اثر رکھتی تھی۔

﴿سیدنا حسین علیہ السلام مسلم بن عقیل کو بجانب کوفہ روانہ کرتے ہیں﴾

"فعند ذالك بعث ابن عمه مسلم بن عقيل بن ابى طالب الى العراق ليكشف له حقيقة هذا الامر والاتفاق فان كان متحتما وامرا حازما محكما بعث اليه ليركب فى اهله و ياتى الكوفة ليظفر-----"

سیدنا حسین رضی اللہ عنہ نے اپنے چچازاد بھائی مسلم بن عقیل بن ابی طالب کو عراق کی طرف روانہ کر دیا تاکہ وہاں پہنچ کر حالات کا بغور جائزہ لیں۔اگر حالات سازگار پائیں تو خط لکھ کر آگاہ کر دیں۔

(البدایہ والنہایہ ج8ص220)

یزید ابنِ زیاد کو خط لکھتا ہے

"اذ قدمت الكوفة فاطلب مسلم بن عقيل فان قدرت عليه فاقتله اونفه"

(البدایہ والنہایہ ج8ص221)

جب تم کوفہ پہنچ جاؤ تو مسلم بن عقیل کو ڈھونڈنا اگر تمھیں اس پر تسلط حاصل ہو جائے تو اسے قتل کر ڈالنا یا شہر بدر کر دینا۔

﴿حالات کشیدہ ہو جاتے ہیں﴾

یزید کو جیسے ہی اطلاع ملتی ہے۔ کہ امام حسین عراق کی طرف نکلنا چاہتے ہیں۔ فوراً اپنے گورنر ابن زیاد کو خط لکھتا ہے۔

" قد بلغنی ان الحسین قد توجه الی نحو العراق فضع المناظر والمسالح واحترس واحبس علی الظنة و خذ علی التهمة"

مجھے خبر ملی ہے کہ حسین عراق کی طرف آ رہے ہیں۔ لہٰذا تم جگہ جگہ جاسوس و نگران بٹھا دو جس کے بارے میں شک بھی ہو اسے قید میں ڈال دو اور جس پر الزام ہو اسے فوراً پکڑ لو۔

(البدایہ والنھایہ ج8 ص179)

(یہی خط ابنِ الاثیر نے الکامل ج2 ص160 پر ذکر کیا ہے)

(ابن جریر الطبری نے تاریخ طبری ج3 ص292 پر ذکر کیا ہے)

(محمد بن منظور نے مختصر تاریخ دمشق ج3 ص181 پر ذکر کیا ہے)

قارئین کرام:۔

یزید کے مندرجہ بالا خط سے ثابت ہوتا ہے کہ

1۔یزید سیدنا امام حسین علیہ السلام سے خاصا خوفزدہ تھا۔اسے اندیشہ تھا کہیں کوفہ ہی ہاتھ سے نہ نکل جائے۔

2۔یزید پر رعایا مطمئن نہیں تھی اور نہ ہی اس کی بیعت پر راضی۔ اگر سیدنا حسین علیہ السلام یزید کی مخالفت میں اکیلے ہوتے تو یزید قطعاًاس قدر متفکر نہ ہوتا۔کیا یہ حقیقت نہیں کہ جس حکمران پر رعایا مطمئن ہو۔وہ اس قدر پریشان نہیں ہوا کرتا۔

3۔ کوفہ کے حالات نہایت ہی مخدوش وکشیدہ ہو چکے تھے۔ کوفہ میں کرفیو کا سا ماحول بن گیا تھا لوگوں کو گھروں تک محصور کر دیا گیا تھا۔

کوفہ میں تین قسم کے لوگ تھے

عام طور پر یہ خیال کیا جا تا ہے۔کہ کوفہ کے تمام لوگ ہی بے وفا و غدار تھے۔جب حضرت حسین علیہ السلام کوفہ کی جانب روانہ ہوئے تو تمام کوفی حضرت حسین علیہ السلام کی حمایت و نصرت سے الگ ہو گئے۔ کتب تاریخ و رجال کا تفصیلی مطالعہ کرنے سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ کوفہ میں تین قسم کے لوگ تھے۔

1۔بزدل 2۔مفاد پرست 3۔ مخلص وفادار

بزدل افراد جو تھے وہ حالات کا مقابلہ نہ کر سکے۔ان کی ہمتیں جواب دے گئیں۔ سیدنا حسین علیہ السلام کو بے یارومددگار چھوڑ گئے۔

مفاد پرست طبقہ :۔

اس طبقے کے لوگوں نے جب دیکھا کہ کوفہ میں یزید مخالف تحریک نقطہ عروج تک پہنچ چکی ہے اور سیدنا حسین علیہ السلام میدان میں اترنے والے ہیں۔ انھیں یقین ہو گیا۔ کہ اب سلطنت یزید یہ چند ہفتوں کی مہمان ہے یہ مفاد پرست لوگ یزید مخالف تحریک میں شامل ہو گئے۔ تاکہ دونوں ہاتھوں سے مفاد سمیٹیں۔ چنانچہ ان لوگوں نے سیدنا حسین علیہ السلام کو خطوط بھی لکھے۔ بڑھ چڑھ کر وفاداریوں کا یقین بھی دلایا۔ حقیقت ہے کہ ایسے لوگوں کی وفاداریاں بدلتے موسم کا روپ دھار لیا کرتی ہیں۔ یہ کوئی تعجب کی بات نہیں۔ تحریکوں کے ساتھ ایسا ہوتا آیا ہے۔ کیا بدل جانے والے مفاد پرست چہروں کو دیکھ کر یہ باور کر لیا جائے کہ تحریکیں بے وفا لوگوں پر مشتمل تھیں۔ یہی کچھ کوفہ میں بپا ہونے والی حکومت مخالف تحریک کے ساتھ ہوا۔ مفاد پرست لوگ شامل ہو گئے۔ لیکن جب حالات بدلتے دیکھے۔ مفاد حاصل

ہونا مشکل دکھائی دینے لگا۔ تو یہ لوگ سیدنا حسین علیہ السلام سے الگ ہوگئے۔ معاملہ صرف علیحدگی تک نہ رہا۔ ستم بالائے ستم کہ یہ دنیاپرست لوگ لشکریزید میں شامل ہو کریزیدی امیر کی رضا کے طلبگار ہوگئے۔

رہے مخلص وفادار لوگ ! تو انہیں پابندِ سلاسل کر دیا گیا۔ حالات اس قدر کشیدہ ہوگئے کہ یہ لوگ بسیار کوشش کے امامِ حسین علیہ السلام کے پاس نہ پہنچ سکے اور ادھر صحرائے کربلا میں قیامت صغریٰ بیت گئی۔

قارئین کرام :۔

آپ نے دیکھا ہوگا۔ کہ حکومت مخالف طبقہ اگر احتجاج کا اعلان کر دے تو حکمرانانِ وقت اپنی تمام طاقت تحریک کو کچلنے پر صرف کر دیتی ہے۔ ہزارہا افراد پابند سلاسل کر دیئے جاتے ہیں۔

بڑی شاہراہوں پر دیو ہیکل کنٹینر لگا کر داخلی و خارجی راستے مسدود کر دیے جاتے ہیں۔ پھر حکمران طبقہ یہ راگ الاپنا شروع کر دیتا ہے۔ "احتجاج کا ڈرامہ فلاپ ہو گیا"
لیکن جو لوگ غیر جانبدار اور باشعور ہوتے ہیں۔ وہ سر پکڑ کر بیٹھ جاتے ہیں۔ ورطہ حیرت میں بار بار سوال کرتے نظر آتے ہیں۔ کہ اگر ساری عوام حکومت کے ساتھ ہے تو پھر راستے کیوں مسدود کیئے گئے۔ کنٹینر سڑکوں پر کیوں لا کھڑے کیے گئے۔ پٹرول پمپ سیل کیوں کیے گئے۔۔۔۔؟

سید حسن بنا مصری سے آپ واقف ہوں گے۔ یہ وہ لیڈر تھے جن کی تحریک وادی نیل کی فضاؤں کو چیرتے ہوئے حدودِ مصر سے آگے بڑھ چکی تھی۔ لاکھوں نوجوان ان کے ہاتھ پر بیعت کر چکے تھے۔ لیکن جبر کے جھونکوں نے جب ان کا چراغِ زیست گُل کیا۔ تو ملک میں کرفیو کا نفاذ کر دیا

گیا۔ جب جنازہ اٹھا۔ تو جنازے میں لاکھوں افراد کی بجائے صرف چند افراد شامل تھے۔ کیا یہ مان لیا جائے کہ سیدنا حسن البناؓ کے ساتھ صرف چند لوگ ہی تھے؟؟؟۔

لوگوں کا میلان سیدنا امام حسین علیہ السلام کی طرف ہی تھا

حامیانِ یزید کربلا کے واقعات اس انداز سے بیان کرتے ہیں۔ کہ سننے والا یہ تصور قائم کر بیٹھتا ہے۔ کہ تمام لوگ یزید کی بیعت پر راضی و خوش تھے۔ اور لوگوں کا میلان بھی یزید ہی کی طرف تھا۔ حالانکہ حقیقتاً ایسے نہیں تھا۔ لوگ حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی طرف ہی مائل تھے۔

حافظ ابنِ کثیر رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں۔

"بل الناس ان میلھم الی الحسین لانه السید الکبیر و ابن بنت رسول الله صلی الله علیه واله وسلم فلیس علی وجه

الارض ۔ یو مئذ احد یسامیه ولا یساویه ولکن الدولة اليزيدية"

لوگوں کا میلان قلب بلاشک و شبہ سیدنا حسین ؓ کی طرف ہی تھا۔ کیونکہ آپ ؓ سید کبیر تھے۔ رسول کائنات ﷺ کی بیٹی کے لخت جگر تھے۔ اور اُس دور میں پوری روئے زمین پر آپ ؓ جیسا کوئی تھا ہی نہیں۔ لیکن سلطنت یزیدیہ سب کی سب آپ کی عداوت و دشمنی پر تلی ہوئی تھی۔

(البدایہ والنہایہ ج8 ص151)

﴿سیدنا امام حسین علیہ السلام مکہ سے روانہ ہوتے ہیں﴾

"وخرج یوم الترویة یرید الکوفة"

سیدنا امام حسین علیہ السلام ترویہ کے دن مکہ مکرمہ سے کوفہ کے لیے روانہ ہو گئے۔

(مراۃ الجنان، البدایہ والنھایہ ج8ص229، الکامل ج4ص184)

یزیدی گورنر کا ردِ عمل

"ولما بلغ ابن زیاد مسیر الحسین من مکة بعث الحصین بن نمیر تمیمی صاحب شرطته فنزل القادسیه و نظم الخیل بین القادسیه الی خفان ومابین القادسیة الی القطقطانة والی جبل لعلع"

جب ابنِ زیاد گورنر کوفہ کو سیدنا حسین کے مکہ مکرمہ سے روانہ ہونے کی اطلاع ملی تو اس نے حصین بن نمیر کو روانہ کیا۔ اس نے قادسیہ پہنچ کر پڑاؤ کیا اور ایک طرف قادسیہ سے

خفان تک اور دوسری جانب قادسیہ سے قطقطانہ اور کوہ لعلع تک سواروں کو پھیلا دیا۔

(الکامل ج4ص41)

﴿سیدنا حسین علیہ السلام مقامِ حاجر سے کوفہ کی جانب قاصد روانہ کرتے ہیں﴾

"فلما بلغ الحسین الحاجر کتب الی اهل الکوفة مع قیس بن مسهر الصیداوی یعرفهم قدومه ویامرهم بالجد فی امرهم"

جب سیدنا حسین رضی اللہ عنہ مقامِ حاجر پہنچے تو قیس بن مسہر کو خط دے کر اہلِ کوفہ کی طرف روانہ کیا تاکہ وہ اہلِ کوفہ کو حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے آنے کی خبر دے اور اپنے اس انقلابی اقدام میں محنت کرنے کی ترغیب دلائے۔

قیس بن مسہر کی شہادت

جب قیس بن مسہر قادسیہ پہنچے تو ابنِ نمیر نے انہیں گرفتار کر کے ابنِ زیاد کی طرف بھیج دیا۔ جیسے ہی قیس بن مسہر کو ابنِ زیاد کے پاس پہنچایا گیا۔ تو وہ آپ سے یوں مخاطب ہوا۔

"اصعد القصر فسب الکذاب ابن الکذاب الحسین بن علی"

کہ محل کی چھت پر چڑھ کر حسین بن علی کو گالیاں دو۔ سیدنا قیس چھت پہ چڑھے اللہ کی حمد و ثناء بیان کرنے کے بعد فرمایا۔

"ان الحسین بن علی خیر خلق اللہ ابن فاطمۃ بنت رسول اللہ انارسولہ الیکم وقد فارقتہ بالحاجر فاجیبوہ"

حسین بن علی رضی اللہ عنہ بلاشک و شبہ مخلوقِ خدا میں سب سے بہتر شخصیت ہیں۔ فاطمہ بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لختِ جگر ہیں۔ میں تمھاری طرف ان کا قاصد بن کر آیا ہوں۔ اور میں ان سے مقامِ حاجر سے جُدا ہوا ہوں۔

اور پھر آپ نے ابنِ زیاد اور اُس کے باپ پر لعنت کی۔ سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے حق میں دعائے خیر کی۔ ابنِ زیاد نے حکم دیا کہ محل کی چھت سے گِرا دیا جائے۔

"فرمی من اعلی القصر فتقطع فمات"

چنانچہ آپ کو محل کے بالائی مقام سے گرا دیا گیا۔ گرتے ہی جسم ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا خالقِ حقیقی سے جا ملے۔

(البدایہ والنہایہ ج8ص240)

﴿مقامِ زبالہ پر عبداللہ بن بقطر کے قتل کی خبر ملتی ہے﴾

عبداللہ بن بقطر کو سیدنا حسین رضی اللہ عنہ نے ابنِ عقیل رحمۃ اللہ علیہ کی طرف روانہ کیا تھا۔ ابنِ نمیر کے سواروں نے پکڑ کر ابنِ زیاد کی طرف بھیج دیا۔ ابنِ زیاد نے آپ کو حکم دیتے ہوئے کہا۔

"اصعد فوق القصر والعن الكذاب ابن الكذاب"

محل کی چھت پر چڑھ کر کذاب بن کذاب پر لعنت بھیجو۔

(نعوذ باللہ من ذالک)

پھر میں دیکھوں گا کہ تمھارے بارے میں کیا کرنا ہے۔ آپ محل کی چھت پر چڑھے

"فاعلم الناس بقدوم الحسين و لعن ابن زياد و اباه"

لوگوں کو سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کے چلے آنے کی اطلاع کی۔ ابنِ زیاد اور اس کے باپ پر لعنت کی

"فالقاه من القصر فتكسرت عظامه"

ابنِ زیاد نے انھیں محل کی چھت سے گِرا دیا جس کے نتیجے میں ابنِ بقطر کی ہڈیاں چور چور ہو گئیں۔

(الکامل ج4 ص43)

سیدنا امامِ حسین علیہ السلام چشمہ شراف سے روانہ ہوئے، چلتے چلتے جب کوہِ ذی حشم پر پہنچے تو

"جاء القوم وهم الف فارس مع الحر بن يزيد التميمى فوقفوا مقابل الحسين واصحابه"

حر بن یزید التمیمی کی زیرِ کمان ایک ہزار سوار بھی پہنچ گئے۔ وہ سیدنا حسین علیہ السلام اور آپ کے ساتھیوں کے مقابل آ ٹھہرے۔

(الکامل ج4 ص47)

اہم اور فیصلہ کن بات:۔

قارئین کرام: اگر سیدنا حسین علیہ السلام کے ساتھ صرف کوفی ہی تھے اور بعد میں وہ بھی آپ علیہ السلام کے خلاف ہو گئے تھے۔ تو پھر یہ ایک ہزار کا لشکر کیوں بھیجا گیا؟۔ ابنِ زیاد کی طرف سے اتنا بڑا لشکر بھیجنا کیا اس بات کی دلیل نہیں کہ سیدنا حسین علیہ السلام کو عوام میں مقبولیت حاصل تھی۔ اور مقبولیت بھی ایسی کہ یزیدی گورنر کو ایک ہزار کا لشکر بھیجنا پڑا۔ کیا یہ لشکر سیدنا حسین علیہ السلام کے مختصر سے قافلے کا مقابلہ کرنے کے لیے بھیجا گیا تھا؟

حُر نے کہا

"امرت ان لا افارقك حتى اقدمك الكوفة فاذا ابيت فخذ طريقا لاتدخلك الكوفة ولا تردك الى المدينة"

مجھے تو یہ حکم دیا گیا ہے۔ کہ میں آپ کے ساتھ لگا رہوں۔ حتیٰ کہ آپ کو کوفہ پہنچادوں۔ اگر آپ ایسا نہیں چاہتے تو پھر

ایسا راستہ اپنائیے۔ جو آپ کو نہ ہی کوفہ پہنچائے اور نہ ہی واپس مدینہ۔

(الکامل ج4 ص47)

﴿سیدنا امامِ حسین علیہ السلام مقامِ عذیب الہجانات پر﴾

سیدنا امامِ حسین رضی اللہ عنہ چلتے چلتے عذیب الہجانات پہنچے تو وہاں ترماح بن عدی رحمۃ اللہ علیہ سے ملاقات ہوئی۔ آپ رضی اللہ عنہ نے اُن سے کوفہ کے حالات دریافت کیے۔ اپنے قاصد قیس بن مسہر کے بارے میں پوچھا۔ ترماح رحمۃ اللہ علیہ نے کہا وہ تو شہید کر دیئے گئے۔ اور جو ان پر گزری تھی سب گوش گزار کر دی۔

"فترقرقت عيناه بالدموع ولم يملك دمعه"

سنتے ہی آنکھوں سے آنسو بہنے لگے۔ ضبط نہ کر پائے۔ زبان پر قرآن پاک کی یہ آیت جاری ہو گئی۔

"فمنهم من قضى نحبه ومنهم ينتظر وما بدلوا تبديلا"

پھر یہ دعا فرمائی۔

"اللهم اجعل لنا ولهم الجنة واجمع بيننا وبينهم فی مستقر رحمتك و غائب مدخور ثوابك"

اے مولائے کریم ہمیں اور اُن کو جنت عطا فرمانا۔ ہمیں اور انہیں اپنی جوارِ رحمت اور ذخیرہ شدہ اجر میں یکجا فرما دینا۔ دورانِ گفتگو ترماح رحمۃ اللہ علیہ نے کہا۔ آپ ہمارے پاس "کوہ اُجا" پر تشریف لے آئیں۔ خدا کی قسم ! وہ ایسا پہاڑ ہے جس نے ہمیں ملوکِ غسان و حمیر نعمان بن منذر اور ہر سرخ و سفید کے حملے سے محفوظ رکھا ہے۔ اگر جنگ کی نوبت آئی تو۔ میں آپ کو ضمانت دیتا ہوں کہ بنو طے کے بیس ہزار شمشیر زن آپ کے پاس جمع کر دوں گا۔ وہ سب آپ کے آگے اپنی تلواروں سے لڑیں گے۔ خدا کی قسم جب تک ان میں ایک شخص بھی زندہ رہے گا۔ آپ تک دشمن نہیں پہنچ سکے گا۔

(الکامل ج4 ص51)

پھر ترماح رحمۃ اللہ علیہ اجازت لے کر واپس چلے گئے اور جاتے ہوئے آپ سے کہا تھا۔ کہ میں اہلِ خانہ کا بندوبست کر کے واپس آ جاؤں گا۔ پھر بقول راوی کے واپس تو آئے لیکن وادی کربلا میں قیامتِ صغریٰ بیت چکی تھی۔

"ثم عاد الى الحسين فلما بلغ عذيب الهجانات لقيه خبر قتله فرجع الى اهله"

(الکامل ابنِ اثیر)

اہم نکات:۔

- بنو طے کے لوگ بھی سیدنا حسین علیہ السلام کے ساتھ تھے۔
- ترماح بن عدی رحمۃ اللہ علیہ کے ہاں بھی حضرت حسین علیہ السلام کا موقف برحق تھا۔
- اگر یزید برحق ہوتا تو ترماح بن عدی رحمۃ اللہ علیہ جیسا جلیل القدر تابعی سیدنا حسین علیہ السلام کو کبھی بھی تعاون کی پیشکش نہ کرتا۔

باپ بیٹے کا ایمان افروز مکالمہ

"ثم سری فنعس فی مسیرہ حتی خفق براسه واستیقظ وهو یقول اناللہ وانا الیه راجعون والحمدللہ رب العالمین"

رات کو چلے جا رہے تھے کہ اثنائے سفر اونگھ طاری ہو گئی۔ سر نیچے کو جھک گیا۔ پھر جب بیدار ہوئے تو فرما رہے تھے۔

" اناللہ وانا الیه راجعون والحمدللہ رب العالمین"

(البدایہ والنھایہ ج8ص248، تاریخ الامم والملوک ج4ص195 سیر اعلام النبلاء ج4ص152)

آپ رضی اللہ عنہ کے لختِ جگر علی بن حسین رحمۃ اللہ علیہ کے کانوں میں جیسے ہی یہ کلمات پڑھتے ہیں۔ فوراً آپ کے پاس آکر عرض کرتے ہیں۔

"یا ابت جعلت فداك مم حمدت واسترجعت"؟

ابا جان میں آپ پر فدا ہو جاؤں کیا وجہ آپ انا للہ اور الحمدللہ کہہ رہے تھے؟۔

فرمایا!

"یا بنی انی خفقت براسی خفقة فعن لی فارس علی فرس فقال القوم یسیرون والمنایا تسیر الیھم فعلمت ان انفسنا نعیت الینا"

بیٹا مجھے قدرے اونگھ آ گئی کیا دیکھتا ہوں کہ ایک گھوڑ سوار ہے۔ وہ کہتا جارہا ہے۔ کہ لوگ محو سفر ہیں حالانکہ موتیں ان کی طرف بڑھتی چلا آ رہی ہیں۔ میں سمجھ گیا کہ ہمیں ہماری موت کی خبر دی جارہی ہے۔

بیٹا یوں گویا ہوتا ہے۔

"یا ابت لا اراک اللہ سوء السنا علی الحق"؟

ابا جان کیا ہم حق پر نہیں؟

فرمایا!

"بلی والذی یرجع الیہ العباد"

کیوں نہیں، اس ذات کی قسم جس کی طرف بندے ہر حالت میں رجوع کرتے ہیں۔ ہم حق پر ہیں۔

بیٹا کہتا ہے۔

"اذن لانبالی ان نموت محقین"

جب ہم راہ حق میں موت کو گلے لگا رہے ہیں تو ہمیں موت کی کوئی فکر نہیں۔ بیٹے کی زبان سے یہ کلمات سن کر نواسہ رسول ﷺ کی زبان پر یہ کلمات جاری ہو جاتے ہیں۔

"جزاك الله من ولد خيرا ماجزى ولدا عن والده"

اللہ کریم تجھے وہ جزائے خیر عطا فرمائے جو فرمابردار بیٹے کو باپ کی طرف سے عطا کیا کرتا ہے۔

(الکامل ج4 ص195)

﴿شب بھر چلتے رہے﴾

"فلما طلع الفجر صلى باصحابه وعجل الركوب ثم تياسر فى مسيره حتى انتهى الى نينوى"

جب فجر طلوع ہوئی تو ہمراہیوں کو نماز پڑھائی۔ پھر جلدی سے سوار ہو گئے۔ بائیں طرف کو چلنے لگے۔ چلتے رہے حتیٰ کہ نینویٰ پہنچ گئے۔

(البدایہ والنہایہ ج8ص248)

ابنِ زیاد کے ظالمانہ احکامات

مقامِ نینویٰ پر اترے ہی تھے کہ

"اذا راكب مقبل من الكوفة فوقفوا ينتظرونه فسلم على الحر ولم يسلم على الحسين واصحابه ودفع الى الحر كتابا من ابن زياد فاذا فيه اما بعد فجعج بالحسين حين يبلغك كتابى ويقدم عليك رسولى فلا تنزله الا بالعراء فى غير حصن وعلى غير ماء وقد امرت رسولى ان يلزمك فلا يفارقك حتى ياتينى بانفاذك امرى"

کوفہ کی جانب سے ایک سوار آتا دکھائی دیا۔ ٹھہر گئے، اس کا انتظار کرنے لگے۔ اس سوار نے حُر کو سلام کیا لیکن حضرت

حسین اور آپ کے ہمراہیوں کو سلام نہ کہا۔ اور حرُ کو ابنِ زیاد کا خط دیا جس میں تحریر تھا۔

اما بعد: جب میرا قاصد تیرے پاس پہنچ جائے تجھے میرا خط مل جائے۔ تو حسین پر سختیاں کرو۔ اسے کھلے میدان کے سوا کہیں پڑاؤ نہ کرنے دینا۔ ایسی جگہ اترنے پر مجبور کرنا۔ جہاں نہ قلعہ ہو اور نہ ہی پانی۔ میں نے اپنے قاصد کو حکم دیا ہے کہ وہ تیرے ساتھ رہے۔ جب تک تو میرے حکم پر عمل نہ کر لے۔ تجھ سے جُدا نہ ہو۔

(الکامل ج4 ص52)

"فاخذ الحر بالنزول علی غیر ماء ولا فی قریة"

چنانچہ حُر نے قافلہ حسینی کو ایسی جگہ پڑاؤ کرنے پر مجبور کر دیا جہاں نہ ہی آبادی تھی اور نہ ہی پانی۔ آخر کار حضرت حسین رضی اللہ عنہ اسی میدان میں پڑاؤ کرنے پر مجبور ہو گئے۔

(الکامل ج4 ص52)